جماعتِ ثانیہ
کا
ثبوت
حضرت علامہ ابو الصالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی
مدظلہ العالی
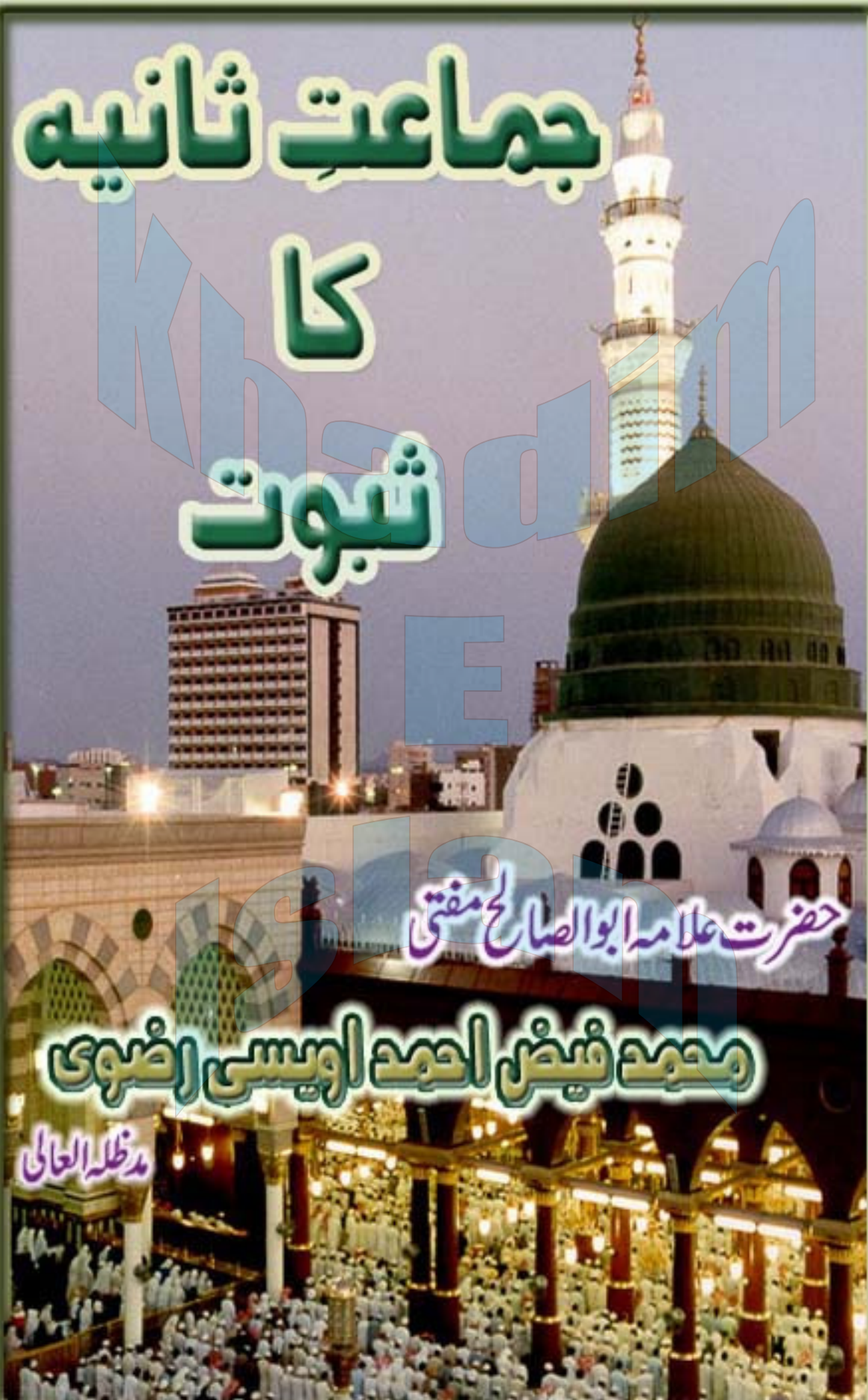
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید المرسلین ﷺ

جماعتِ ثانیہ کا ثبوت

مصنّف

فیضِ ملّت، اُستاذ العرب والعجم، شمس المصنّفین، مفسّرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

پیش لفظ

جماعتِ ثانیہ کے جواز میں شک نہیں۔لیکن یاد رہے جو ثواب کا عاشق ہے وہ پہلے سے جماعتِ اُولیٰ کا منتظر رہتا ہے۔یہ جواز صرف اس صورت میں ہے جب کہ کسی معذرتِ شرعیہ کی وجہ سے کوئی جماعتِ اُولیٰ سے رہ جائے تو اُس کے حق میں دوسری جماعت جائز ہے۔عمداً (جان بوجھ کر) جماعتِ اُولیٰ سے بیٹھنے والے اس جواز (اجازت) سے دھوکہ نہ کھائیں اور عدمِ جواز کے قائلین ہمارے دور کے معتزلہ یعنی وہابی، دیوبندی ہیں۔(معتزلہ کا مطلب مسلمانوں کا ایک فرقہ جو معقول پسند کہلاتا ہے۔ان کے نزدیک قرآن مخلوق ہے۔ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید عقلاً معلوم ہوسکتی ہے اس لیے وحی کے بغیر ہی اہلِ عقل و حکمت توحید پر ایمان لا سکتے ہیں۔یہ لوگ اللہ کو منزہ صفات خیال کرتے ہیں۔یعنی خدا میں متضاد صفات نہیں ہوسکتیں)۔اِن سے پہلے عدمِ جواز کا (جواز کے نہ ہونے کا) قائل کوئی نہ تھا۔اِسی معنیٰ پر یہی لوگ مبتدعِ زمانہ ہیں۔خود بدعتی ہیں لیکن کہتے ہمیں ہیں۔

فقیر نفسِ مسئلہ پر چند تحقیقی کلمات لکھنے کی جرأت کرتا ہے اگر کسی کو تحقیق پسند آئے تو عمل فرمائے اگر غلطی محسوس کریں تو فقیر کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کا اِزالہ ہوسکے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

الفقیر قادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۲ ربیع الآخر بمطابق ۱۴۰۱ھ بروز اتوار

(بہاول پور۔پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ لمن لااول ولا آخرہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانظیر لہٗ ولا ثانی لہٗ

امّا بعد! فقیر اُویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ آقا کریم ﷺ کی شرعِ پاک کا ہر عمل ہمیں اپنی آل اولاد سے محبوب تر ہے۔ اسی لئے جو بھی کسی پاک عمل کا انکار یا رُکاوٹ کرتا ہے تو وہ مجھے ہر بُرے سے بہت بُرا محسوس ہوتا ہے۔ ہمارے دور میں نمازِ باجماعت جیسی نعمت کے لئے انکار برَا انکار کیا جارہا ہے۔ اِسی لئے یہ چند سطور اثبات ونفی پر حاضر کررہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبِ اکرم ﷺ قبول فرمائے۔ آمین ثمّ آمین

فضائل نمازِ باجماعت

یہاں چند فضائل نمازِ باجماعت کے لکھے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ جماعتِ ثانیہ کے منکرین کتنے بڑے اجروثواب سے خود بھی محروم ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی محروم کرتے ہیں اور اِن بدقسمتوں کو بھی تنبیہ ہو جو نمازِ باجماعت (جماعتِ اولیٰ) کو ترک کردیتے ہیں، عمداً یا سہواً کاہلی وبدقسمتی کی وجہ سے یا اس امید پر کہ دوسری جماعت کرالیں گے۔

(فضیلت1) عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ ﷺ قال صلوٰۃ الجماعۃ افضل من صلوٰۃ الفذبسبع وعشرین درجۃ (متفق علیہ)

ترجمہ

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

فائدہ

جب آدمی نماز پڑھتا ہے اور ثواب ہی کی نماز سے پڑھتا ہے تو معمولی سی بات ہے کہ گھر میں نہ پڑھے۔ مسجد میں جاکر جماعت سے پڑھ لے۔ کہ نہ اِس میں کچھ مشقت ہے نہ وقت اور اتنا بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ کون شخص ایسا ہوگا جس کو ایک روپے کے ستائیس (۲۷) یا اٹھائیس (۲۸) روپے ملتے ہوں اور وہ اِن کو چھوڑ دے! مگر دین کی چیزوں میں اتنے بڑے نفع سے بھی بے توجّہی کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ ہم لوگوں کو دین کی پرواہ نہیں۔ دین کا نفع ہم لوگوں کی نگاہ میں نفع نہیں۔ دنیا کی تجارت جس میں ایک آنہ دو آنہ فی روپیہ نفع ملتا ہے اُس کے پیچھے دن بھر خاک

چھانتے ہیں۔ آخرت کی تجارت جس میں ستائیس (۲۷) گُنا نفع ہے، وہ ہمارے لئے مصیبت ہے۔

ترکِ جماعت کے غلط أعذار (بہانے)

جماعت کی نماز کے لئے جانے میں دُکان کا نقصان سمجھا جاتا ہے۔ بکری کا بھی نقصان بتایا جاتا ہے، دکان بند کرنے کی بھی دِقت کہی جاتی ہے، لیکن جن لوگوں کے یہاں اللہ عزوجل کی عظمت ہے، اللہ عزوجل کے وعدوں پر اطمینان ہے، اُس کے اجر وثواب کی کوئی قیمت ہے، اُن کے یہاں یہ لچر عذر (فضول بہانے) کچھ بھی وُقعت نہیں رکھتے۔ ایسے ہی لوگوں کی اللہ عزوجل نے کلام پاک میں تعریف فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر (حکم) کے مقابلہ میں تجارت ودیگر کاروبار کو خیال تک میں نہیں لاتے۔ صحابۂ کرام واولیاءِ عظام علیہم السلام ورحمہما اللہ کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نمازِ باجماعت کا کتنا اہتمام کرتے۔ صرف ایک حکایت پڑھیے۔

حکایت

سالم حداد رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ تجارت کرتے تھے۔ جب اذان کی آواز سنتے تو رنگ متغیر ہوجاتا اور زرد پڑجاتا۔ بے قرار ہوجاتے، دُکان کھلی چھوڑ کر کھڑے ہوجاتے اور یہ اشعار پڑھتے۔

اذا ما دعا داعیکم قمت مسرعا

مجیبا لمولی جل لیس له مثل

ترجمہ

جب تمہارا منادی (مؤذن) پکارنے کے واسطے کھڑا ہوجاتا ہے تو میں جلدی سے کھڑا ہوجاتا ہوں۔ ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی شان ہے، اس کا کوئی مثل نہیں۔

اجیب اذا نادی بسمع وطاعة

وبی نشوة لبیك یامن له الفضل

ترجمہ

جب وہ منادی (مؤذن) پکارتا ہے تو میں بہ حالتِ نشاط، اِطاعت وفرماں برداری کے ساتھ جواب میں کہتا ہوں کہ 'اے فضل وبزرگی والے! لبیک یعنی حاضر ہوتا ہوں'۔

ویصفر لونی خیفة ومهابة
ویرجع لی عن کل شغل بہ شغل

ترجمہ

اور میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے اور اس پاک ذات کی مشغولی مجھے ہر کام سے بے خبر کر دیتی ہے۔

وحقکم مالدلی غیر ذکر کم
وذکر سواکم فی فمی قط لایحلو

ترجمہ

تمہارے حق کی قسم تمہارے ذکر کے سوا مجھے کوئی چیز بھی لذیذ معلوم نہیں ہوتی اور تمہارے سوا کسی کے ذکر میں بھی مجھے مزہ نہیں آتا۔

متی یجمع الایام بینی وبینکم
ویفرح مشتاق اذا جمع الشمل

ترجمہ

"دیکھئے، زمانہ مجھ کو اور تم کو کب جمع کرے گا اور مشتاق تو جب ہی خوش ہوتا ہے جب اجتماع نصیب ہوتا ہے"۔

فمن شاهدت عیناه نور جمالکم
یموت اشتیا قانحوکم قط لایسئلو

ترجمہ

"جس کی آنکھوں نے تمہارے جمال کا نور دیکھ لیا ہے تمہارے اشتیاق میں مرجائے گا کبھی بھی تسلی نہیں پاسکتا"۔

(فضیلت 2) حدیث شریف میں ہے، "جولوگ کثرت سے مسجد میں جمع رہتے ہیں وہ مسجد کے کھونٹے ہیں فرشتے ان کے ہم نشیں ہوتے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں اور وہ کسی کام کو جائیں تو فرشتے ان کی اعانت کرتے ہیں"۔ (حاکم)

فائدہ

اِس حدیث شریف میں بھی نمازِ باجماعت کی طرف اشارہ ہے۔ پھراس کی برکات کی تصریح (وضاحت) ہے کہ نمازِ باجماعت ادا کرنے والوں کے حامی کار فرشتگان ہوتے ہیں۔

(فضیلت3) عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ صلوة الرجل فی جماعة تضعف علی صلوته فی بيته وفی سوقهٖ خمسا وعشرين ضعفا وذلک انه اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم خرج الی المسجد لایخرجه الا الصلوٰة لم یخط خطوة الا رفعت له بها درجة وحط عنه بها خطيئة فاذا صلی لم تزل الملئكة تصلی علیه مادام فی مضلاة مالم یحدث اللهم صل علیه اللهم ارحمه ولا یزال فی صلوٰة ما انتظر الصلوٰة. (رواہ البخاری)

ترجمہ

حضرتِ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ، ''آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو، اس نماز سے جو گھر میں پڑھ لی ہو پچیس (۲۵) درجہ المضاعف (دگنی) ہوتی ہے اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف صرف نماز کے ارادہ سے چلتا ہے۔ کوئی اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو جو قدم بھی رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور ایک خطا معاف ہو جاتی ہے اور جب نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ باوضو رہے گا، فرشتے اس کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔''

سوال

پہلی حدیث میں ستائیس (۲۷) درجہ کی زیادتی بتلائی گئی تھی اور اس حدیث میں پچیس (۲۵) درجہ کی۔ ان دونوں حدیثوں میں اختلاف کیوں؟

جواب نمبر ۱

علماء نے اس کے بہت سے جوابات تحریر فرمائے ہیں، جو شروع حدیث میں مذکور ہیں۔ مِن جملہ انکے ایک یہ ہے کہ نمازیوں کے اختلافِ حال کی وجہ سے ہے کہ بعضوں کو پچیس (۲۵) درجہ کی زیادتی ہوتی ہے اور بعضوں کو اخلاص کی

وجہ سے ستائیس (۲۷) کی ہو جاتی ہے۔

جواب نمبر ۲

بعض علماء نے نماز کے اختلاف پر محمول (گمان) فرمایا ہے کہ سرّی نمازوں میں پچیس (۲۵) ہے اور جہری نمازوں میں ستائیس (۲۷) ہے۔

جواب نمبر ۳

بعض نے ستائیس (۲۷) عشاء اور صبح (فجر) کے لئے بتایا کہ اِن دونوں نمازوں میں اور پچیس (۲۵) باقی نمازوں میں۔

جواب نمبر ٤

بعض شرّاح (شرح لکھنے والوں) نے لکھا ہے کہ اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بارش بڑھتی ہی چلی گئی جیسا کہ اور بھی بہت سی جگہ اس کا ظہور ہے اس لئے اوّل پچیس (۲۵) درجہ تھا بعد میں ستائیس (۲۷) ہوگیا۔

نکتہ

بعض شرّاح ایک عجیب بات کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ثواب پہلی حدیث سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اس حدیث میں یہ ارشاد نہیں کہ وہ پچیس درجہ کی زیادتی ہے۔ بلکہ یہ ارشاد ہے کہ پچیس درجہ المضاعف (دگنی) ہوتی ہے جس کا ترجمہ دوچند اور دوگنا ہوتا ہے یعنی یہ کہ پچیس (۲۵) مرتبہ تک دوگنا اجر ہوتا چلا جاتا ہے (یعنی 2^{25})۔ اس صورت میں جماعت کی ایک نماز کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چون ہزار چار سو بتیس (۳،۳۵،۵۴،۴۳۲) درجہ ہو۔

فائدہ

حق تعالیٰ کی رحمت سے یہ کچھ بعید نہیں۔ اور جب نماز کے چھوڑنے کا گناہ ایک حقبہ ہے تو اس کے پڑھنے کا ثواب یہ ہونا قرینِ قیاس بھی ہے (یعنی اسکا اندازہ لگایا جا سکتا ہے)۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اِس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ تو خود ہی غور کر لینے کی چیز ہے کہ جماعت کی نماز میں کس قدر اجر و ثواب اور کس کس طرح حسنات کا اضافہ ہوتا جاتا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے محض نماز کی نیت سے مسجد میں جائے تو اس کے ہر قدم پر ایک نیکی کا اضافہ اور ایک خطا کی معافی ہوتی چلی جاتی ہے۔

حکایت

بنوسلمہ مدینہ طیبہ میں ایک قبیلہ تھا ان کے مکانات مسجد سے دُور تھے انہوں نے اِرادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''وہیں رہو تمہارے مسجد تک آنے کا ہر ہر قدم لکھا جاتا ہے''۔

مسئلہ

حدیث میں آیا ہے کہ، ''جو شخص گھر سے وُضو کر کے نماز کو جائے، وہ ایسا ہے جیسا کہ گھر سے احرام باندھ کر حج کو جائے''۔

مسئلہ

حضور ﷺ ایک اور فضیلت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ ''جب نمازی نماز پڑھ چکا تو اُس کے بعد جب تک مصلّے پر رہے، فرشتے مغفرت اور رحمت کی دعاء کرتے رہتے ہیں۔ فرشتے اللہ کے مقبول اور معصوم بندے ہیں۔ ان کی دعاء کی برکات خود ظاہر ہیں''۔

حکایت

محمد بن سماعۃ رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ عالم ہیں جو امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے شاگرد ہیں۔ ایک سو تین برس (۱۰۳) کی عمر میں انتقال ہوا۔ اُس وقت دوسو (۲۰۰) رکعات نفل روزانہ پڑھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس (۴۰) برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیرِ اولیٰ فوت نہیں ہوئی سبحان اللہ۔ صرف ایک مرتبہ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا، اُس کی مشغولی کی وجہ سے تکبیرِ اولیٰ فوت ہوگئی تھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری جماعت کی نماز فوت ہوگئی تھی تو میں نے اس وجہ سے کہ جماعت کی نماز کا ثواب پچیس (۲۵) درجہ زیادہ ہے اس نماز کو پچیس (۲۵) دفعہ پڑھی کہ وہ عدد پورا ہو جائے۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ محمد! پچیس دفعہ نماز تو پڑھ لی مگر ملائکہ کی آمین کا کیا ہوگا! (فوائد بہیہ)

(فضیلت 4) حضور ﷺ نے فرمایا کہ، ''جب امام **سورۃ فاتحہ** کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اُس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں''۔

فائدہ

مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں کہ اس قصے میں اِس طرف اشارہ ہے کہ جماعت کا ثواب مجموعی طور سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے میں حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ چاہے ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ اس نماز کو پڑھ لے اور یہ ظاہر بات ہے کہ ایک آمین کی موافقت ہی صرف نہیں بلکہ مجمع کی شرکت نماز سے فراغت کے بعد ملائکہ کی دعاء، جس کا اِس حدیث میں ذکر ہے۔ اِن کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو جماعت ہی میں پائی جاتی ہیں۔ ایک ضروری اَمر یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ فرشتوں کی اِس دُعا کا مستحق جب ہی ہوگا جب نماز نماز بھی ہو اور اگر ایسے ہی پڑھی کہ پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر منہ پر ماردی گئی تو فرشتوں کی دُعا کا مستحق نہیں ہوتا۔

(فضیلت 5) عن ابن مسعود قال من سره ان یلقی اللّٰہ عدا مسلما فلیحا فظ علی ھوءٰلاء الصلوات حیث ینادی بھن فان اللّٰہ تعالیٰ شرع لنبیکم صلی اللہ علیہ وسلم سنن الھدی وانھن من سنن الھدیٰ ولوانکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھذا المتخلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم وما من رجل یتطھر فیحسن الطھور ثم یعمد الی مسجد من ھذہ المساجد الا کتب اللّٰہ لہ بکل خطرۃ یخطوھا حسنۃ ویر فعہ بھا درجۃ ویحط عنہ بھا سیئۃ ولقد رأیتنا وما یتخلف عنھا الا منافق معلوم النفاق ولقد کان الرجل یوتی بھا یھا دیٰ بین الرجلین حتی یقام فی الصف وفی روایۃ لقد رأیتنا وما یتخلف عن الصلوٰۃ الا منافق قد علم نفاقہ او مریض ان کان الرجل لیمشی بین الرحلیس حتی یاتی الصلوٰۃ وقال ان رسول اللّٰہ ﷺ علمنا سنن الھدی وان من سنن الھدی الصلوٰۃ فی المسجد الذی یؤذن فیہ ۔ (رواہ مسلم وابوداؤدوالنسائی وابن ماجہ)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ ﷻ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو، وہ اِن نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے (یعنی مسجد میں)۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے ایسی سُنّتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں۔ اُنہیں میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبی

ﷺ کی سنت کو چھوڑنے والے ہوں گے اور یہ سمجھ لو کہ اگر نبی اکرم ﷺ کی سنت کو چھوڑ و گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص اچھی طرح وضو کرے، اِس کے بعد مسجد کی طرف جائے تو ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک ایک خطا معاف ہوگی اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہو وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا، ورنہ حضور ﷺ کے زمانہ میں عام منافقوں کی بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی یا کوئی سخت بیمار ہو، ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جا سکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا" اور فرمایا کہ "رسول اللہ ﷺ ہمیں سنن الہدیٰ سمجھاتے اور سنن الہدیٰ میں ایک یہ تھا کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جہاں اذان ہوتی ہے۔"

موت سر پر لیکن نماز جماعت کے ساتھ

رسول اللہ ﷺ مرض الوِصال کے وقت بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لاتے، تفصیل آتی ہے۔

معمولاتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں اِن کے یہاں جماعت کا اِس قدر اہتمام تھا کہ اگر بیمار بھی کسی طرح جماعت میں جا سکتا تھا تو وہ بھی جا کر شریک ہو جاتا تھا، چاہے دو آدمیوں کو کھینچ کر لے جانے کی نوبت آتی۔

ہمارے آقا نبی اکرم ﷺ کو بوقتِ وصال مرض کی شدت کی وجہ سے بار بار غشی ہوتی تھی اور کئی کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے تھے۔ آخر ایک مرتبہ وضو فرمایا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے کہ زمین پر پاؤں مبارک اچھی طرح جمتا بھی نہ تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تعمیلِ ارشاد میں نماز پڑھانا شروع کر دی تھی۔ حضور ﷺ جا کر نماز میں شریک ہوئے۔

(فضیلت 6) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا وہ بالکل سامنے ہے اور تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مُردوں کی فہرست میں شمار کیا کر (زندوں میں اپنے کو سمجھ ہی نہیں کہ پھر نہ کسی بات کی خوشی نہ کسی بات سے رنج) اور مظلوم کی بد دعا سے ہمیں بچا اور جو تو اتنی بھی طاقت رکھتا ہو کہ زمین پر گھسٹ کر عشاء اور صبح کی جماعت میں شریک ہو سکے تو دریغ نہ کر۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ، "منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہے۔ اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ جماعت میں کتنا ثواب ہے تو زمین پر گھسٹ کر جاتے اور جماعت سے ان کو پڑھتے۔ (ترغیب)

(فضیلت 7) عن انس بن مالک قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من صلی للہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرک التکبیرۃ الاولیٰ کتب لہ برآئتان برآءۃ من النار وبرآءۃ من النفاق . (رواہ الترمذی)

ترجمہ

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، ''کہ جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ ایسی نماز پڑھے کہ تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو تو اُس کو دو پروانے ملتے ہیں۔ ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا اور دوسرا نفاق سے بَری ہونے کا''

فائدہ

لیکن نیت کا نیک ہونا ضروری ہے ورنہ وہ نماز اُلٹا وبال بن جائے گی۔

حکایت

ایک شخص نے کسی کو کہا کہ چالیس روز نماز باجماعت پڑھو تمہیں انعام میں بھینس دوں گا۔ چالیسویں روز وہ شخص بھینس لینے گیا تو اُس نے کہا میں نے تیری عادت کو مضبوط کرنے کے لئے کہا تھا کہ جب تم چالیس روز نماز پڑھو گے تو پھر عادت بن جائے گی۔ اس نے کہا کہ اگر تیری یہی نیت تھی تو میں نے بھی بھینس لینے کے لئے نماز پڑھی تھی اِسی لئے وضوء بھی نہیں کرتا تھا اس خیال پر کہ بھینس نہ ملی تو وضوء کی تکلیف کا غم تو نہ ہوگا۔

فائدہ

جو اِس طرح چالیس دن اخلاص سے نماز پڑھے کہ شروع سے امام کے ساتھ شریک ہو اور نماز شروع کرنے کی تکبیر جب امام کہے تو اُسی وقت یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے تو وہ شخص نہ جہنم میں داخل ہو گا نہ منافقوں میں داخل ہو گا۔

فائدہ

منافق وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اپنے کو مسلمان ظاہر کریں لیکن دل میں کفر رکھتے ہوں اور چالیس دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیر میں چالیس دن کو خاص دخل ہے۔ چناں چہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آئی ہے اُس میں بھی چالیس دن تک نطفہ رہنا پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک، اِسی طرح چالیس چالیس دن میں اِس کا تغیر ذکر فرمایا ہے۔ اِسی وجہ سے صوفیاء کے یہاں چلّہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ

لوگ جن کی برسوں کی تکبیرِ اولیٰ فوت نہیں ہوتی۔

فائدہ

تکبیرِ اولیٰ کی سات حدیں ہیں۔ تفصیل فقیر کے ''کشکولِ اویسی'' میں ہے۔

(فضیلت8) عن ابی ہریرة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من توضاء فاحسن وضوء ہ ثم راح فوجد الناس قد صلوا اعطاہ اللّٰہ مثل اجر من صلا یا وحضو ھالا نقص ذالک من اجورھم شی (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ، ''جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اِس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا اور اِس ثواب کی وجہ سے اُن لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔

حکایت

اِس کے متعلق ایک حکایت مروی ہے کہ:

عن سعید بن المسیب قال حضور جلا من الانصار الموت فقال انی محدثکم حدیثا ماا حد ثکموہ الا احتسابا انی سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول اذا توضأ احدکم فاحسن الوضوء . فان اتی المسجد فصلی فی جماعة غفرلہ فان اتی المسجد وقد صلوا بعضاوبقی بعض صلی ماادرک واتمم مابقی کان کذالک فان اتی المسجد وقد صلوا فاقم الصلوٰة کان کذالک (رواہ ابوداؤد)

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ، ''ایک انصاری کو سکرات جاری ہوئی۔ اس وقت اُس نے کہا کہ میں ایک حدیث صرف رضائے الٰہی پر سناتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے وُضو کر کے مسجد میں آیا اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو گئے اور اگر بعض رکعات پڑھ لیں تو بھی گناہ بخشے گئے اور اگر جماعت ہو گئی، اِس نے تنہا پڑھی تب بھی مسجد میں آنے کی وجہ سے اُس کے گناہ بخشے گئے''۔

فائدہ

یہ اللہ کا کس قدر انعام واحسان ہے کہ محض کوشش اور سعی پر جماعت کا ثواب مل جائے۔ گو جماعت نہ مل سکے، اللہ

کے اِس دین پر بھی ہم لوگ خود ہی نہ لیں تو کسی کا کیا نقصان ہے اور اِس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محض اِس کھٹکے سے کہ ہو چکی ہوگی۔ مسجد میں جانا ملتوی نہ کرنا چاہیے۔ اگر جا کر معلوم ہو کہ ہو چکی ہے تب بھی ثواب تو مل ہی جائے گا۔ البتہ اگر پہلے سے یقیناً معلوم ہو جائے کہ جماعت ہو چکی ہے تو مضائقہ نہیں۔

فائدہ

اس حدیث میں جماعت کے ساتھ پڑھنے والے پر **غفرلہ** (تمام گناہ بخشے جانے) کا وعدہ ہے تو جس طرح ایسے نمازی کے لئے خاتمہ ایمان کی شرط ہے ایسے ہی یزید کے لئے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''شرحِ حدیثِ قسطنطنیہ'' میں ہے۔

(فضیلت9) **عن قباث بن اشیم اللیثی قال قال رسول اللّٰہ ﷺ صلوة الرجلین یوم احدھما صاحبة ازکیٰ عنداللّٰہ من صلوة اربعة تتریٰ وصلوة اربعة ازکی عنداللہ من صلوة ثمانیة تتری وصلوة ثمانیة یؤمھم احدھم ازکیٰ عنداللّٰہ من صلوة مائة تتریٰ** (رواہ الطبرانی)

ترجمہ

حضور نبی اکرم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ ''دو آدمیوں کی جماعت کی نماز کہ ایک امام ہو ایک مقتدی، اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی جماعت علیحدہ علیحدہ نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اِسی طرح چار آدمیوں کی جماعت کی نماز آٹھ آدمیوں کی متفرّق نماز سے زیادہ محبوب ہے اور آٹھ آدمیوں کی جماعت کی نماز سو (۱۰۰) آدمیوں کی متفرّق نمازوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اِسی طرح جتنی بڑی جماعت میں نماز پڑھی جائے گی وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے مختصر جماعت سے۔

فائدہ

یہ اُس نماز باجماعت کے لئے ہے جو مسجد میں یا کسی ایسے مقام میں جہاں جماعتِ اُولیٰ کو عمداً نہیں چھوڑا گیا، ورنہ بہت سے لوگ پہلی جماعت ترک کر کے یا مسجد سے کترا کر یہ سمجھتے ہیں کہ دو چار مل کر گھر، دوکان وغیرہ پر جماعت کرلیں وہ کافی ہے۔ اوّل تو اس میں مسجد کا ثواب شروع ہی سے نہیں ہوتا۔ دوسرے کثرتِ جماعت کے ثواب سے بھی محرومی ہوتی ہے۔ مجمع جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے واسطے ایک کام کرنا ہے تو پھر جس طریقہ میں اس کی خوشنودی زیادہ ہو اُسی طریقہ سے کرنا چاہیے۔

(فضیلت10) حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ تین چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

۱: جماعت کی صف کو ۲: اس شخص کو جو آدھی رات (تہجد) کی نماز پڑھ رہا ہو۔ ۳: اُس شخص کو جو کسی لشکر کے ساتھ لڑ رہا ہو۔ (جامع الصغیر)

(فضیلت11) عن سھل بن سعدالساعدی قال قال رسول اللّٰہ ﷺ بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیمة . (رواہ ابنِ ماجہ)

ترجمہ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں بہ کثرت جاتے رہتے ہیں۔ اُن کو قیامت کے دن کے پورے پورے نور کی خوش خبری سُنا دے''۔

فائدہ

اَندھیروں میں مساجد میں نماز باجماعت پڑھنے میں، یا ویسے ہی قیامت میں یہ انعام ملے گا کہ دیگر لوگ اندھیروں میں وقت بسر کریں گے لیکن اُس کے ہاتھ میں نورانی قندیلیں لٹکی ہوں گی۔

(فضیلت12) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

بشر المدجلین الی المساجد فی الظلم بمنابر من نوریوم القیمة یفرغ الناس ولا یفزعون.

فائدہ

یعنی دنیا میں اندھیری رات میں مسجد میں جانے کی قدر اُس وقت معلوم ہوگی جب قیامت کا ہولناک منظر سامنے ہوگا اور ہر شخص مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ آج کے اندھیروں کی مشقت کا بدلہ اور اس کی قدر اُس وقت ہوگی جب ایک چمکتا ہوا نور اور آفتاب سے کہیں زیادہ روشنی اِن کے ساتھ ساتھ ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ، ''حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے کہ (مولا) تیرے پڑوسی کون ہیں؟ ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے''۔

فائدہ

حدیث میں آیا ہے جسکا مفہوم ہے کہ حق تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب میں زیادہ ناپسند بازار ہیں۔

فائدہ

حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں۔(جامع الصغیر)

فائدہ

صحیح حدیث میں وارد ہے، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اُس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دو۔(جامع الصغیر) اس کے بعد **انما یعمر مساجد اللّٰہ** یہ آیت تلاوت فرمائی یعنی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔

فائدہ

حضور ﷺ نے فرمایا کہ،"مشقت کے وقت وضو کرنا اور مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے۔" (جامع الصغیر)

ایک حدیث میں ہے جسکا مفہوم ہے کہ جو شخص جتنا مسجد سے دُور ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب۔

نکتہ

اِس لئے کہ ہر ہر قدم پر اَجر و ثواب ہے اور جتنی دور مسجد ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ ہوں گے۔ اِسی وجہ سے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے۔

(13) حدیث شریف میں ہے کہ،"تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو اِن کا ثواب معلوم ہو جائے تو لڑائیوں سے ان کو حاصل کیا جائے۔"

1: اذان کہنا 2: جماعت کی نمازوں کے لئے دوپہر کے وقت جانا 3: پہلی صف میں نماز پڑھنا

(فضیلت 14) حدیث شریف میں ہے کہ،"قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان حال ہوگا اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا۔ سات (۷) آدمی ہوں گے جو اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے۔ اِن میں ایک وہ ہے کہ جس کا دِل مسجد میں اَٹکا رہے کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے تو پھر مسجد میں جانے کی خواہش ہو۔

فائدہ

حدیث میں ہے،"جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ جل شانہٗ اس سے الفت فرماتا ہے"۔

عقلی دلیل

شریعتِ مطہرہ کے ہر حکم میں خیر و برکت، اَجرو ثواب تو بے پایاں ہے ہی، اُس کے ساتھ ہی یہ بہت سی مصلحتیں بھی ان اَحکام میں جو ملحوظ ہوتی ہیں، اُن کی حقیقت تک پہنچنا تو مشکل ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے علوم اور اُن علوم کے مصالح تک کس کی رسائی ہے۔ مگر اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ کے موافق جہاں تک اپنی سمجھ کام دیتی ہے، ان کی مصالح بھی سمجھ میں آتی ہیں اور جتنی اِستعداد ہوتی ہے اتنی ہی خوبیاں اُن احکام کی معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ علماء نے جماعت کی مصالح بھی اپنی اپنی سمجھ کے موافق تحریر فرمائی ہیں۔

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہٗ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ایک تقریر اس کے متعلق ارشاد فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

تقریر شاہ ولی اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

رسم ورواج کے مہلکات (نقصانات) سے بچنے کے لئے اِس سے زیادہ نافع کوئی چیز نہیں کہ عبادات میں سے کسی عبادت کو ایسی عام رسم اور عام رواج بنالیا جائے جو علی الاعلان ادا کی جائے اور ہر شخص کے سامنے خواہ سمجھدار ہو یا ناسمجھ وہ ادا کی جاسکے۔ اس کے ادا کرنے میں شہری اور غیر شہری برابر ہوں۔ مسابقت اور تفاخر اسی پر کیا جائے اور ایسی عام ہو جائے کہ ضروریاتِ زندگی میں اس طرح داخل ہو جائے کہ اس سے علیحدگی ناممکن اور دشوار بن جائے تا کہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے مؤید ہوجائے اور وہ رسم ورواج جو موجب مضرت ونقصان تھا وہی حق کی طرف کھینچنے والا بن جائے اور چوں کہ عبادات میں کوئی عبادت بھی نماز سے زیادہ مہتم بالشان اور دلیل وحجت کے اعتبار سے بڑھی ہوئی نہیں، اس لئے ضروری ہوا کہ آپس میں اِس کے رواج کو خوب شائع کیا جائے اور اُس کے لئے خاص طور سے اِجتماع کیا جائے اور آپس میں اتفاق سے اُس کو مروّج کیا جائے نیز ہر مذہب میں اور دین میں کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں جو مقتداء ہوتے ہیں کہ ان کا اِتباع کیا جاتا ہے اور کچھ لوگ دوسرے درجہ میں ایسے ہوتے ہیں جو کسی سے معمولی سی ترغیب وتنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور کچھ لوگ تیسرے درجہ میں بہت ناکارہ اور ضعیف الاعتقاد ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو اگر مجمع میں عبادت کا مکلف نہ کیا جائے تو وہ سُستی اور کاہلی کی وجہ سے عبادات بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اِس وجہ سے مصلحت کا مقتضا یہی ہے کہ یہ سب لوگ اجتماعی طور پر عبادت کو ادا کریں تا کہ جو لوگ عبادت کو چھوڑنے والے ہیں وہ عبادت کرنے والوں سے

ممتاز ہو جائیں اور رغبت کرنے والوں اور بے رغبتی کرنے والوں میں کھلا تفاوت ہو جائے اور ناواقف لوگ علماء کے اِتباع سے واقف بن جائیں اور جاہل لوگوں کو عبادت کا طریقہ معلوم ہو جائے اور اللہ کی عبادت اِن لوگوں میں اِس پگھلی ہوئی چاندی کی طرح سے ہو جائے جو کسی ماہر کے سامنے رکھی جائے۔ جس سے جائز ناجائز اور کھرے کھوٹے میں کُھلا فرق ہو جائے، جائز کی تقویت کی جائے اور ناجائز کو روکا جائے۔"

دوسری عقلی دلیل

مسلمانوں کے ایسے اِجتماع میں جس میں اللہ کی طرف رغبت کرنے والے، اس کی رحمت کے طلب کرنے والے، اُس سے ڈرنے والے موجود ہوں اور سب کے سب اللہ ہی کی طرف ہمہ تن متوجّہ ہوں، برکتوں کے نازل ہونے اور رحمت کے متوجّہ ہونے کی عجیب خاصیت رکھی ہے۔

تیسری عقلی دلیل

اُمّتِ محمدیہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو اور دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ ہو۔ اور یہ ممکن نہیں جب تک یہ (جماعت) طریقہ رائج نہیں۔ سب کے سب عوام، خواص، شہر کے رہنے والے اور گاؤں کے رہنے والے، چھوٹے بڑے ایک جگہ جمع ہو کر اس چیز کو جو اسلام کا سب سے بڑا شعار ہے، اور سب سے بالاتر عبادت ہے ادا نہ کریں۔ اِن وُجوہ سے شریعت جمعہ اور جماعت کے اہتمام کی طرف متوجّہ ہوئی۔ ان کے اظہار و اعلان کی ترغیبیں اور چھوڑنے پر وعیدیں نازل ہوئیں اور چوں کہ اظہار و اجتماع ایک صرف محلّہ اور قبیلہ کا ہے اور ایک تمام شہر کا اور محلّہ کا اجتماع ہر وقت سہل ہے اور تمام شہر کا ہر وقت مشکل ہے کہ اس میں تنگی ہے اس لئے محلّہ کا اجتماع ہر نماز کے وقت قرار دیا اور جماعت کی نماز اس کے لئے مشروع ہوئی اور تمام شہر کا اجتماع آٹھویں دن قرار دیا اور جمعہ کی نماز اس کے لئے تجویز ہوئی اور علاقائی اور ہمہ گیر اجتماع کے لئے عیدیں مقرر ہوئیں۔

ترکِ جماعت پر وعیدات

جماعتِ ثانیہ کی مشروعیت بوجہ مجبوری ہے کہ اگر بے خبری سے یا دُوری سے یا کوئی جائز مجبوری سے جماعت رہ گئی تو، ورنہ جو لوگ عمداً گپ شپ لگاتے رہیں یا سُستی و غفلت سے یا اس خیال پر کہ پہلی جماعت نہ سہی ہم دوسری کرلیں گے یہ گناہ ہے ترکِ جماعت میں یہ بھی شامل ہے۔

حق تعالٰی شانہٗ نے اپنے احکام کی پابندی پر جیسے کہ انعامات کا وعدہ فرمایا ہے، ایسے ہی تعمیل نہ کرنے پر ناراضی

اور عتاب بھی فرمایا ہے۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ تعمیل میں بے گراں اِنعامات کا وعدہ فرمایا ہے ورنہ بندگی کا مقتضا صرف عتاب ہی ہونا چاہیے تھا کہ بندگی کا فرض ہے تعمیل ارشاد، پھر اس پر انعام کے کیا معنی اور نافرمانی کی صورت میں جتنا بھی عتاب وعذاب ہو وہ برمحل کہ آقا کی نافرمانی سے بڑھ کر اور کیا جرم ہوسکتا ہے۔ پس کسی خاص عتاب یا تنبیہ کے فرمانے کی ضرورت نہ تھی مگر پھر بھی اللہ ﷻ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے ہم پر شفقت فرمائی کہ طرح طرح سے متنبہ فرمایا۔ اس کے نقصانات بتائے مختلف طور سے سمجھایا۔ پھر بھی ہم نہ سمجھیں تو اپنا ہی نقصان ہے۔

چند روایات پڑھیے۔

(روایت 1) عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من سمع النداء فلم یمنعه من اتباعه عذر قالوا وما العذر قال خوف اومرض لم تقبل منه الصلوٰة التی صلیٰ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ، ''جو شخص اذان کی آواز سُنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے (یعنی وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ مرض ہو، کوئی خوف ہو''۔

فائدہ

قبول نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس نماز پر جو ثواب اور انعام حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ہوگا وہ نہ ہوگا۔ گو فرض ذمہ سے اُتر جائے گا اور یہی مراد ہے اُن حدیثوں سے جن میں آیا ہے کہ اُس کی نماز نہیں ہوتی۔ اِس لئے کہ ایسا ہونا بھی کچھ ہونا ہوا جس پر انعام و اکرام نہ ہوا۔ یہ ہمارے اِمام کے نزدیک ہے۔ ورنہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کے نزدیک ان احادیث کی بناء پر بلاعذرِ جماعت کا چھوڑنا حرام ہے اور جماعت سے پڑھنا فرض ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے علماء کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک اگرچہ نماز ہوجاتی ہے مگر نماز کے چھوڑنے کا مجرم تو ہو ہی جائے گا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا، ''اُس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی اور رسول کی نافرمانی کی''۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ، ''جو شخص اذان کی آواز سُنے اور جماعت سے نماز نہ پڑھے نہ اُس نے بھلائی کا ارادہ کیا نہ اُس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا''۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، ''جو شخص اذان کی آواز

سُنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو اُس کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جائیں یہ بہتر ہے"۔

(روایت2)عن معا ذ بن انس عن رسول اللہ ﷺ انہ قال الجفا ء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوٰۃ فلا یجیبہ (رواہ احمد)

ترجمہ

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے اُس شخص کا فعل جو اللہ کے مُنادی (یعنی مؤذِن) کی آواز سُنے اور نماز کو نہ جائے"۔

فائدہ

کتنی سخت وعید اور ڈانٹ ہے۔ اِس حدیثِ پاک میں کہ اس کی حرکت کو کافروں کا فعل اور منافقوں کی حرکت بتایا ہے کہ گویا مسلمان سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی (کہ مسلمان یہ فعل انجام دے ہی نہیں سکتا)۔ ایک دُوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ "آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی کے لئے یہ کافی ہے کہ مؤذِن کی آواز سُنے اور نماز کو نہ جائے"۔ سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر لوگوں میں تھے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ مگر حضور ﷺ سے روایت سُننے کی نوبت کم عمری کی وجہ سے نہیں آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بازار کا نگران بنا رکھا تھا۔ ایک دن اِتفاق سے صبح کی نماز میں موجود نہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُس طرف تشریف لے گئے تو اُن کی والدہ سے پوچھا کہ "سلیمان رضی اللہ عنہ آج صبح کی نماز میں نہیں تھے"۔ والدہ نے کہا کہ "رات بھر نفلوں میں مشغول رہا، نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی"۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "میں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے پسندیدہ ہے کہ رات بھر نفل پڑھوں"۔

(روایت3) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لقد ھممت ان امر فتینی فیجمعوا الی حزما من حطب ثم اتی قوما یصلون فی بیوتھم لیست بھم غلۃ فاحرقھا علیھم (رواہ مسلم)

ترجمہ

حضورِ اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو

جلادوں"۔

فائدہ

نبی اکرم ﷺ کو باوجود اُنکی شفقت اور رحمت کے، جو اُمّت کے حال پر تھی اور کسی شخص کی ادنیٰ سی تکلیف بھی گوارا نہ تھی۔ اُن لوگوں پر جو کہ گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں، اِس قدر غصّہ ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کو بھی آمادہ ہیں۔

(روایت 4) عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول مامن ثلثة فی قریة ولا بدو لاتقام فیھم الصلوة الا استحوذ علیھم الشیطن فعلیکم بالجماعة فانما یاکل الذئب من الغنم القاصیة.

(رواہ احمد)

ترجمہ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ، "جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں جماعت نماز نہ ہوتی ہو تو اُن پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔"

فائدہ

اِس سے معلوم ہوا کہ لوگ کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر تین آدمی ہوں تو اُن کو جماعت سے نماز پڑھنا چاہیے بلکہ دو کو بھی جماعت سے پڑھنا اُولیٰ ہے۔ کسان عام طور سے اوّل تو نماز پڑھتے ہی نہیں کہ ان کے لئے کھیتی کی مشغولی اپنے نزدیک کافی عذر ہے۔ اور جو بہت دیندار سمجھے جاتے ہیں، وہ بھی اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر چند کھیت والے بھی ایک جگہ جمع ہو کر پڑھیں تو کتنی بڑی جماعت ہو جائے اور کتنا بڑا ثواب حاصل کریں۔ چار پیسے کے واسطے سردی گرمی دھوپ بارش سب سے بے نیاز ہو کر دن بھر مشغول رہتے ہیں۔ لیکن اتنا بڑا ثواب ضائع کرتے ہیں اور اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ لوگ اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں تو اور بھی زیادہ ثواب کا سبب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پچاس (۵۰) نمازوں کا ثواب ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ، "جب کوئی بکریاں چرانے والا کسی پہاڑ کی جڑ میں (یا جنگل میں) اذان کہتا اور نماز پڑھنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ اس سے بے حد

خوش ہوتا ہے اور تعجب و تفاخر سے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ دیکھو میرا بندہ اذان کہہ کر نماز پڑھنے لگا یہ سب میرے ڈر کی وجہ سے کر رہا ہے میں نے اُس کی مغفرت کر دی اور جنت کا داخلہ طے کر دیا۔'' (مشکوٰۃ)

(روایت5) عن ابن عباس انہ سئل عن رجل یصوم النہار ویقوم اللیل ولا یشہد الجماعۃ ولا الجمعۃ فقال ھذا فی النار (رواہ الترمذی)

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے، مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا (اس کے متعلق کیا حکم ہے؟)۔ آپ نے فرمایا کہ، ''یہ شخص جہنمی ہے۔''

فائدہ

گو ایک خاص زمانہ تک سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکل آئے کہ بہر حال مسلمان ہے۔ مگر نہ معلوم کتنے عرصہ تک پڑا رہنا پڑے گا۔ جاہل صوفیوں میں وظیفوں اور نفلوں کا تو زور ہوتا ہے، مگر جماعت کی پرواہ نہیں ہوتی، اس کو وہ بزرگی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کمالِ بزرگی اللہ کے محبوب کی اِتباع ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ، ''تین شخصوں پر حق تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔''

(۱)۔۔۔اس شخص پر جس سے نمازی (کسی معقول وجہ سے) ناراض ہوں اور وہ امامت کرے

(۲)۔۔۔اس عورت پر جس کا خاوند اس سے ناراض ہو

(۳)۔۔۔اس شخص پر جو اذان کی آواز سنے اور جماعت میں شریک نہ ہو۔

(روایت6) اخرج ابن مردویہ عن کعب الحبر قال والذی انزل التوراۃ علٰی موسٰی والانجیل علی عیسٰی والزبور علٰی داوٗد والفرقان علٰی محمد انزلت ھذہ الایات فی الصلوٰت المکتوبات حیث ینادی بھن یوم یکشف عن ساق الی قولہ وھم سالمون الصلوٰت الخمس اذا نودی بھا واخرج البیھقی فی الشعب عن سعید بن جبیر قال الصلوٰت فی الجماعات واخرج البیھقی عن ابن عباس قال الرجل یسمع الاذان فلا یجیب الصلوٰۃ کذافی الدرالمنثور قلت وتمام الایۃ یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود فلا یستطیعون خاشعۃ ابصارھم ترھقھم ذلۃ وقد کانو یدعون الی السجود وھم سالمون ٥

ترجمہ

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''کہ قسم ہے اس پاک ذات کی، جس نے تورات حضرت موسیٰ پر اور انجیل حضرت عیسیٰ پر اور زبور حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اور قرآن شریف سیدنا محمد ﷺ پر نازل فرمایا کہ یہ آیتیں فرض نمازوں کو جماعت سے ایسی جگہ پڑھنے کے بارے میں جہاں اذان ہوتی ہو نازل ہوئی ہیں۔

(ترجمہ آیات) جس دن حق تعالیٰ ساق کی تجلی فرمائے گا (جو ایک خاص قسم کی تجلی ہوگی) اور لوگ اِس دن سجدہ کے لئے بُلائے جائیں گے، تو یہ لوگ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور اُن پر ذلّت چھائی ہوئی ہوگی۔ اس لئے کہ یہ لوگ دُنیا میں سجدہ کی طرف بُلائے جاتے تھے۔ اور صحیح سالم تندرست تھے۔ (پھر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے)

فائدہ

ساق کی تجلی ایک خاص قسم کی تجلی ہے جو میدانِ حشر میں ہوگی۔ اس تجلی کو دیکھ کر سارے مسلمان سجدہ میں گر جائیں گے۔ مگر بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کی کمر تختہ ہو جائے گی اور سجدہ پر قدرت نہ ہوگی۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اس بارے میں تفسیریں مختلف وارد ہوئی ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے جو کعب احبار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں جماعت کی نماز کے واسطے بلائے جاتے تھے اور جماعت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ دوسری تفسیر بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ، ''میں نے حضور ﷺ سے سُنا کہ یہ لوگ وہ ہوں گے جو دُنیا میں ریا اور دکھلاوے کے واسطے نماز پڑھتے تھے۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ یہ کافر لوگ ہیں جو دنیا میں سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تھے۔ چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں۔

بہر حال اس تفسیر کے موافق جس کو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی (امام تفسیر) سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ کتنا سخت معاملہ ہے کہ میدانِ حشر میں ذلّت وخواری ہو اور تمام اہلِ اسلام سجدہ میں ہوں اور اس سے سجدہ نہ ہو سکے!

اِن کے علاوہ اور بہت سی وعیدیں بر ترکِ جماعت وارد ہیں۔ خوفِ خدا رکھنے والے مُسلمان کو تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول عزوجل و ﷺ کا ارشاد ہی کافی ہے۔ اُسے وعید سے کیا غرض کیوں کہ وہ صرف اپنے آقا کے حکم کا پابند ہے

اور جسے اللہ ورسول ﷻ و ﷺ کی وعیدیں اُسے ہزاروں وعیدیں سناؤ کچھ اثر نہ ہوگا۔لیکن جب سزا کا وقت آئے گا اُس وقت پشیمانی ہوگی۔

دلائلُ الجواز

نمازِ باجماعت کی اہمیت کے پیشِ نظر جماعتِ ثانیہ کا جواز قوی دلائل سے بھی ثابت ہے۔ چناں چہ چند دلائل حاضر ہیں۔

(دلیل 1) عن ابی سعید الخدری ان النبی ﷺ ابصر رجلا یصلی وحدہٗ فقال الا رجل یتصدق علیٰ ھذا فیصلی معہ. (رواہ الحاکم فی مستدرکہ وقال ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم)

ترجمہ

حضور سرورِ عالم ﷺ نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ ''تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس شخص کو صدقہ دے یعنی اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔''

(دلیل 2) عنہ قال جاء رجل وقد صلی رسول اللہ ﷺ فقال الا رجل یتصدق علیٰ ھذا فیصلی معہ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ

حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ جماعت ہوچکی تھی۔ آپ نے فرمایا، ''تم میں کوئی ہے جو اس کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ کر اسے صدقہ دے۔

فائدہ

امام مجدّدِ گیارہویں صدی یعنی حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے تحت لکھا ہے۔

ویتفضل علیہ ویحسن الیہ فیصلی معہ لیحصل لہ ثواب الجماعۃ فیکون کانہ اعطاہ صدقۃ قال المظھر سماہ صدقۃ لانہٗ یتصدق علیہ بثواب لست وعشرین درجۃ اذلو صلّی منفرد لم یحصل لہٗ

الا ثواب صلوۃ واحدۃ.

ترجمہ

اس پر فضل واحسان فرمائے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے تا کہ اُسے بھی جماعت کا ثواب حاصل ہو۔اس اعتبار سے گویا اس نے اُسے صدقہ دیا۔راقم کہتا ہے کہ اُس کا نام صدقہ اس لئے کہ اس نے اُسے ستائیس (۲۷) درجے زائد عطا کئے کیوں کہ اگر وہ اکیلا ادا کرتا تو اُسے تنہا کا ثواب ملتا۔

فائدہ

یعنی یصدق بمعنی یتفضل اس لئے ہے کہ نمازی جب دوبارہ نماز پڑھے گا تو جو جماعتِ اُولیٰ سے محروم ہوگیا اُسے جماعتِ ثانیہ مل جائیگی اور نمازِ باجماعت والی فضیلت حاصل کرلے گا اور یہ فضیلت کے حصول کا سبب بنا۔جس نے اُس کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھی اِسی لئے ''یصدق'' سے تعبیر فرمایا۔

مسئلہ

فقہاء کرام نے اِسی حدیثِ مبارک سے استدلال فرمایا ہے کہ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتداء کرسکتا ہے۔

استدلال محققانہ

اقتداء المتفضل بمفترض کے کلیہ کے لئے فقہاءِ کرام نے اسی حدیث شریف کو مأخذ بنایا۔اگر کوئی انکار ہوتا تو فقہاءِ کرام اس سے استدلال نہ کرتے۔اِس سے یقیناً ثابت ہوا کہ جماعتِ ثانیہ باتفاق الفقہاء (فقہا کے اتفاق) جائز ہے۔ورنہ وہ اِس حدیث شریف سے اپنا کلیہ تیار نہ کرتے۔کیوں کہ مبہم اور عدم جواز کے افعال سے قواعد کی بنیاد نہیں رکھی جاتی۔

سوال

یتفضل بمعنی یتصدق ہے اور اِس سے تو یہ ثابت ہوا کہ نفل والے کی فرض والے کے پیچھے نماز جائز ہے حالانکہ جھگڑا تو اس میں ہے کہ فرض والے کی فرض والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ تمہاری پیش کردہ روایات سے تو تمہارا دعویٰ ثابت نہ ہوا۔

جوابات

اس سوال کے کئی جوابات ہیں۔

جواب نمبر ۱

مخالف اتنا مان لے کہ فرض والے کی دوسری جماعت جائز ہے۔خواہ اُس کے مقتدی نفل والے ہوں تو بھی عوام پریشانی سے بچ جائیں۔

جواب نمبر ۲

یتصدق بمعنے یتطوع ضروری نہیں جیسا کہ مخالف نے کہا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تصدّق عام ہے صرف تطوع سے خاص کرنا جہالت ہے۔یعنی تصدّق کا اطلاق فرائض ونوافل ہر ایک کے لئے ہوتا ہے بلکہ صدقاتِ واجبہ یعنی فرائض کے لئے زیادہ استعمال ہوتا ہے اس کی مثالیں قرآن مجید،احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

آیت

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین الی ان قال "فریضۃ من اللّٰہ" میں صدقات بمعنٰی زکوٰۃ ہے اور یہ فرض ہے جیسا کہ آیت میں فریضۃ من اللّٰہ سے واضح ہے اور تصدّق کا مادہ صدقہ تو ہے۔

حدیث

"لک صدقۃ ولنا ھدیۃ" یعنی "تیرے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ وتحفہ ہے" میں صدقہ سے صدقۂ واجبہ یعنی فرض مراد ہے۔کیوں کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی آل یعنی سادات وغیرہ کے لئے صدقۂ واجبہ حرام ہے نہ کہ صدقۂ نافلہ۔اِن دو دلیلوں سے ثابت ہوا کہ یتصدق بمعنٰی جیسے امام کی فرضی نماز مراد ہے۔ایسے ہی مقتدی کی بھی فرضی مراد ہو جو ہمارا مُدّعا ہے۔ہاں جو اُسے مقتدی کی نفلی نماز سے مخصوص کرتا ہے وہ بلا دلیل کہتا ہے اور شریعت میں بلا دلیل دعویٰ کرنا۔احداث فی الدین یعنی بدعت کا اِرتکاب ہے۔اِسی لئے تو فقیر اویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ یہی لوگ یعنی دیوبندی، وہابی، بدعتی فرقہ ہے کہ ہر اسلامی مسئلے میں اپنے نئے اصول بنا کر عوام کو بہکاتے ہوئے اپنے عیب پر پردہ ڈال کر سیانے چور کی طرح شور مچا کر اُلٹا اہلِ سنت کو بدعتی جیسی مذموم صفت سے موصوف کرتے ہیں۔

استدلال بطریق دیگر

"فیصلی معہ" حضور نبی اکرم ﷺ کا حکم عام ہے۔ یعنی جو شخص نماز با جماعت سے رہ گیا تھا اس کی نماز جماعت کے ساتھ مکمل کرنے کے لئے فیصلی مطلق لفظ ہے جو نوافل و فرائض کو عموماً شامل ہے۔ کیوں کہ المطلق یجری علی اطلاقہ مطلق کا اجراء علی الاطلاق ہوتا ہے اور اجراء علی الاطلاق کا تقاضا ہے کہ ہر قسم کی جماعتِ ثانیہ جائز ہے یعنی اقتداء المتنفل بالمفترض ہو یا بالعکس۔

قاعدہ دیگر

چوں کہ فیصلی معہ مطلق بلا تقیید ہے اور قاعدۂ اصولیہ مشہور ہے "المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل" مطلق جب بلا تقیید واقع اس سے فردِ کامل مراد لیا جاتا ہے اور نماز کا فردِ کامل فرض ہے اور جماعت میں فرض نماز فردِ کامل ہے نہ بالعکس (فافہم)

قاعدہ اصولیہ

مذکورہ قواعد کے علاوہ ایک قاعدہ اور بھی ہے جیسے کتب اصول میں لکھا ہے۔ "ان العبرۃ العموم اللفظ لا لخصوص السبب" اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصی کا۔ ہمارے اِن قواعد سے معلوم ہوا کہ فیصلی کے عموم واطلاق کے لحاظ سے مقتدی کی اِقتداء فرائض کی ہو یا نوافل کی ہر طرح سے جائز ہے۔

ازالۂ وہم

ہماری تقریرِ مذکور سے اِس وہمی کا وہم دفع ہو گیا جو کہتا ہے کہ جس وقت حضور ﷺ کے حکم سے جس شخص نے نماز پڑھی تھی، تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھے تھے اور وہ تو حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ چکے تھے اور یہی ہم کہتے ہیں نفلی نماز والا فرض والے کے پیچھے اقتداء کر سکتا ہے لیکن فرض والے کو فرض والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔ اس وہمی کا یہاں صرف نفلی نماز مُراد لینا قواعد و اصول اسلام کے خلاف کہنا ہے۔

وہمِ مذکور کی تردید کی توثیق وتائید

مخالفین یہ مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس نمازِ ثانی کا حکم فرمایا تھا وہ عصر کی نماز تھی۔ کما قال العلامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید حدیثِ ذیل سے کی ہے۔

عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ عنہ ان النبی ﷺ نھی عن الصلوٰة بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتیٰ تغرب الشمس. (رواہ البخاری)

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا فجر کی نماز طلوعِ شمس کے وقت اور عصر کی نماز غروبِ شمس کے وقت ادا کی جائے۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنا ناجائز ہے۔

مضبوط دلائل

چوں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی زندگی اقدس کا مطالعہ جتنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوا، ایسے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ ہم مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے جماعتِ ثانیہ بارہا ادا کی اور وہ جماعتیں مقتدی و امام دونوں فرائض ادا کرنے والے تھے۔

(دلیل 1) جاء انس رضی اللّٰہ عنہ قد صلّٰی فیہ فاذن واقام وصلّٰی جماعة (رواہ البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور جماعت ہوگئی تو آپ نے اذان و اقامت کے بعد نماز با جماعت ادا فرمائی۔

فائدہ

اس کی شرح میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ فجاء انس فی نحو عشرین من فتیانہ .

غور کیجئے

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے کہ وہ دوبارہ جماعتِ ثانیہ جماعتِ اُولیٰ کی طرح ادا کرتے تھے جیسا کہ دوسری جماعت کے لئے اذان و اقامت سے ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ مخالفین مانتے ہیں کہ نوافل کے لئے اذان و اقامت نہیں ہوتی۔

(دلیل 2) روی عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ انہ صلّٰی بعلقمة والا سود فی مسجد قد صلّٰی وھو قول عطاء والحسن فی روایة والیہ ذھب احمد واسحاق واشھب عملاً بظاھر قولہ ﷺ صلوٰة الجماعة تفضل علی صلوٰة الفذ .

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ واسود کے ساتھ اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھائی جہاں پہلے جماعت ہو چکی تھی۔ یہی عطاء وحسن کا قول ہے اور امام احمد واسحاق واشہب کا یہی مذہب ہے۔ انہوں نے حدیث شریف کے ظاہر پر عمل فرمایا ہے۔

(دلیل 3) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ:

قد جاء رجل وقد صلی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایکم یتجر علی ھذا فقام رجل وصلّٰی معہ وفی الباب عن ابی امامۃ وابی موسیٰ والحکم بن عمیر وقال ابو عیسٰی حدیث ابی سعید حدیث حسن .

ایک مرد حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم میں کوئی ہے جو اسے ثواب دلوا دے۔ ایک شخص اُٹھا جو نماز پہلے بھی پڑھ چکا تھا اُس نے اُس کے ساتھ نماز پڑھی۔"

فائدہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

وھو قول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیر واحد من التابعین .

یہ صحابہ کرام کے علاوہ اہلِ علم حضرات اور بے شمار تابعین کا مذہب ہے۔

آخری گزارش

متلاشیِ حق کے لئے اتنا کافی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ہمارے دلائل اس نمازی کے لئے ہیں جس سے بہ مجبوری جماعتِ اُولیٰ رہ گئی اور جو عمداً سُستی کا شکار ہو کر دوسری جماعت کے جواز کا سہارا لے وہ نمازی شیطان ونفس کا شکار ہے، اسے ایسے سہارے کام نہ دیں گے۔

وما علینا الا البلاغ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین .

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

۲ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

☆.....☆.....☆